Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | ہفتہ ۲۷ رجب ۱۴۱۰ھ، ۲۴ تبلیغ ۱۳۶۹ہش، ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء | نمبر ۴۶

بہت ہی اہم بات

"بہت ہی اہم بات ہے کہ ہم اپنے بچوں کو شروع ہی سے نرمی سے بھی اور سختی سے بھی سچ پر قائم کریں اور کسی قیمت پر بھی ان کے جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کریں۔ یہ کام اگر مائیں کر لیں تو باقی مراحل جو ہیں، قوم کیلئے بہت ہی آسان ہو جائیں گے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ الفضل ۱۱ دسمبر ۱۹۸۹ء)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ضروری بات یہ ہے کہ تم لوگ ان باتوں کی طرف متوجہ نہ ہو اور تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرو۔ تمہارا معاملہ اور حساب خدا سے الگ ہے اور مخالف لوگوں کا حساب الگ ہے۔ جنہوں نے قسم کھائی ہے کہ کیسی ہی سچی بات کیوں نہ ہو مگر وہ قبول نہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کی نسبت یہی فرماتا ہے کہ یہ لوگ قیامت کو ہی قبول کریں گے۔ ان کی بناوٹ ہی اسی قسم کی ہے کہ عمدہ شئے یا بات جو پیش کی جاوے وہ اُن کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اگر بدبودار بات ہو تو خوش ہوتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۴۲)

"تم خود قیاس کر سکتے ہو کہ ایک شخص جب کسی چیز کے حاصل کرنے سے بالکل مایوس ہو گیا ہے اور اس ناامیدی اور یاس کی حالت میں وہ اپنے مقصود کو پالے تو اسے کس قدر خوشی حاصل ہوگی۔ اس کا دل ایک تازہ زندگی پائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ احادیث اور کتب سابقہ سے یہی پتہ لگتا ہے کہ جب انسان گناہ کی موت سے نکل کر توبہ کے ذریعہ نئی زندگی پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی سے خوش ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہ خوشی کی بات تو ہے ہی کہ انسان گناہوں کے نیچے دبا ہو اور ہلاکت اور موت ہر طرف سے اس کے قریب ہو۔ عذابِ الٰہی اس کے کھا جانے کو تیار ہو کہ وہ یکایک ان بدیوں اور بدکاریوں سے جو بُعد اور ہجر کا موجب تھیں توبہ کرکے خدا تعالیٰ کی طرف آجاوے وہ وقت خدا کی خوشی کا ہوتا ہے اور آسمان پر ملائکہ بھی خوشی کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی بندہ تباہ اور ہلاک ہو بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ اگر اس کے بندے سے کوئی غلطی اور کمزوری بھی ظاہر ہوئی ہے پھر بھی وہ توبہ کرکے امن میں داخل ہو۔"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۴۹)

○ مکرم لئیق احمد صاحب عابد نائب وکیل التبشیر کے والد محترم بدرالدین صاحب سابق انسپکٹر تحریک جدید گزشتہ چند ماہ سے مختلف عوارض کی بناء پر بیمار چلے آرہے ہیں۔ جس کی وجہ سے صحت کافی کمزور ہو گئی ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں موصوف کی جلد اور کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے مکرم چوہدری عبدالقادر صاحب حال مقیم کینیڈا ابن مکرم چوہدری عبدالمالک صاحب شاہد مربی سلسلہ کا نکاح پچاس ہزار روپے حق مہر پر عزیزہ درِ شہوار صاحبہ بنت مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت کے ساتھ پڑھایا۔ احباب سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ڈاکٹروں کو دوا کی نسبت دعا پر زیادہ زور دینا چاہیئے

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"اصولاً ہر ڈاکٹر اور معالج کو دوا کی نسبت دعا پر زیادہ زور دینا چاہیئے۔ اور اگر دعا کی جائے تو میرے نزدیک اس میدان میں بھی اللہ تعالیٰ کے معجزات نظر آتے ہیں۔ میں تو پہلے ہی بہت کم علاج کرتا ہوں اور اب تو میرے پاس وقت بھی بہت کم ہے لیکن میرے محترم بھائی مرزا طاہر احمد صاحب کو ہومیوپیتھی کا بہت شوق ہے۔ وہ اس کے لئے وقت بھی زیادہ دیتے ہیں اور مریضوں کا علاج بھی زیادہ کرتے ہیں۔ اس لئے اس میدان میں معجزات کی زیادہ مثالیں ان کے ذہن میں ہی ہوں گی۔ میں صرف ایک دو مثالیں بیان کرتا ہوں۔ میں نے ایک دفعہ ایک معجزانہ نظارہ یہ دیکھا کہ ہمارے کالج کا ہال بن رہا تھا۔ جو مزدور وہاں کام کر رہے تھے ان میں سے ایک مزدور کو جو بیمار تھا ٹھیکیدار میرے پاس لایا۔ اس کا ایک گھٹنا فٹ بال کے برابر سوجا ہوا تھا۔ ٹھیکیدار نے مجھ سے کہا اس مزدور کو یہ تکلیف ہو گئی ہے۔ اس کو کوئی دوا دیں۔ میں نے ۱۲ ٹشو ریمیڈیز (12 TISSUE REMEDIES) کی بارہ دواؤں میں سے دو دوائیں ملا کر چند پڑیاں بنائیں اور اس مزدور کو دے دیں۔ چنانچہ وہ دوائی لے کر چلا گیا اور میں اپنے کام میں مشغول ہو گیا حتیٰ کہ مجھے یہ بھی یاد نہ رہا کہ میں نے کوئی مریض دیکھا بھی تھا اور اس کو دوا بھی دی تھی۔ ٹھیک اڑتالیس گھنٹوں کے بعد میں کالج کے دفتر سے اپنے گھر جا رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہی مریض سامنے سے آرہا ہے۔ میری نظر اس پر پڑی تو میں نے اسے پہچان لیا اور بلا کر دریافت کیا کہ اب تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا مجھے بالکل آرام آگیا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ یہ بے چارا غریب آدمی ہے اور چونکہ مزدوری کے بغیر اس کا گزارہ نہیں ہو سکتا اس لئے اسے معمولی افاقہ ہوا ہے تو اپنے کام پہ آگیا ہے۔ میں نے کہا مجھے تمہاری بات پر یقین نہیں آرہا۔ تم اپنی دھوتی اوپر اٹھا کر اپنا گھٹنا مجھے دکھاؤ۔ چنانچہ جب اس نے دھوتی اٹھا کر مجھے اپنا گھٹنا دکھایا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ گھٹنا بالکل اپنی اصلی حالت پہ آگیا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے میں یہ بھی نہ پہچان سکا کہ آیا اس کا دایاں گھٹنا سوجا ہوا تھا یا بایاں۔"

(خطاب فرمودہ ۲۷ مارچ ۱۹۶۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ، ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ، ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۲۴ تبلیغ ۱۳۶۹ ہش ۲۴، فروری ۱۹۹۰ء

خدائی وعدے

مذہب کی تاریخ خدائی وعدوں اور ان کے پورا ہونے سے بھری پڑی ہے۔ کبھی کوئی ایسا وقت نہیں آیا کہ خدا کے وعدے سامنے نہ آئے ہوں اور نہ کبھی کوئی ایسا وقت آیا ہے کہ جب یہ کہا جا سکا ہو کہ خدا نے وعدہ تو کیا لیکن پورا نہ ہوا، سوائے اس کے کہ جن کے متعلق کہا گیا ہو وہی بدل گئے ہوں اور اس وعدے کے مستحق نہ ٹھہرے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے مقرب جن حالات میں سے گزرے اور جس طرح خدا کی مدد انہیں بازو پھیلا کر ملی ناقابل یقین حد تک حیرتناک ہوتے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جب اور جس کے متعلق کوئی وعدہ کرتا ہے ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ اس پر یقین کامل کا مظاہرہ کرتے ہوئے انسان اپنے آپ کو اس کا مستحق بنائے اور اس راہ سے نہ ہٹے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر کی ہے۔ اگر ایسا ہو تو جن فضلوں کی اسے امید دلائی گئی ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر اس کا مقدر بن جاتے ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت ان کے حصول کی راہ میں روک نہیں بن سکتی۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور ان کے پورا ہونے کی سب سے نمایاں مثال احمدیہ جماعت ہے۔ جوں جوں وقت گزر رہا ہے اور جماعت اپنی راہ پر گامزن آگے سے آگے بڑھ رہی ہے اللہ تعالیٰ کی شان کا ظہور ہو رہا ہے۔ ہر وعدہ جو خدا نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے کیا تھا پورا ہو رہا ہے اور روز روشن کی طرح پورا ہو رہا ہے۔ حالات کیسے ہی ہوں۔ عُسر ہو یا یُسر۔ آسائش ہو یا تنگی۔ موافقت ہو یا مخالفت، جماعت کا قدم ترقی کی طرف ہے۔ اور ہر لمحہ قدم تیز سے تیز تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔

ہمارا کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی قدرت میں ایمان اور یقین کو کامل سے کامل تر کرتے چلے جائیں۔ ہر لمحہ اسی کا چہرہ دیکھیں۔ اسی کا ہاتھ دیکھیں اور اس کی روشنی میں آگے بڑھیں۔ ہمارا یہ کام بھی ہے کہ ہم تمام خدائی وعدوں کو اپنے سامنے رکھیں۔ تاکہ جوں جوں یہ وعدے پورے ہوں توں توں ہمارا ایمان از خود بڑھتا رہے۔ اور ہم یقین کی منزلیں طے کرتے رہیں۔

اے خدا تو ہمیں اپنے فضلوں کا مستحق بنا۔ اور ہماری پشت پناہی کرتے ہوئے ہمیں ترقی کی منزلیں طے کرنے کی توفیق دیتا چل۔

یہ معمّہ سمجھ نہ آئے گا
مَیں تمہارا ہوں، تم نہیں میرے
مَیں تو حیران ہوں تعصّب نے
ڈال رکھّے ہیں کس جگہ ڈیرے

○

ضبط میں جبکہ ترا حُسنِ خود آرا ہی نہیں
میری آشفتہ سری کا کوئی چارا ہی نہیں

سیلِ آفات کے سر لینے کا یارا ہی نہیں
تیری رحمت کے سوا کوئی سہارا ہی نہیں

چل کے آتا وہ مرے پاس بصد عشوہ و ناز
مَیں نے چاہت سے کبھی اُس کو پکارا ہی نہیں

چاہیے جو تھام لے بڑھ کر رگِ مینائے حیات
رسمِ میخانہ ہے ساقی کا اشارہ ہی نہیں

لُطفِ پیہم ہے اگر تجھ پہ جفا ہے مجھ پر
کچھ تو میرا بھی ہے وہ شخص تمہارا ہی نہیں

قیس و فرہاد رکھیں سر مرے پاؤں پہ کہ مَیں
بازیٔ عشق کسی سے کبھی ہارا ہی نہیں

ہیں نصیر آج وہی لوگ سرِ خیلِ وفا
جو یہ کہتے تھے غمِ عشق گوارا ہی نہیں

ڈاکٹر نصیر احمد خاں

○

اولاد کی تربیت

• اولاد کی تربیت ایک بڑا اہم اور ضروری فریضہ ہے، اور تربیت کے لئے دینی واقفیت کی ضرورت ہے۔

• آپ الفضل ایسے دینی اخبار کے خطبہ نمبر یا روزانہ پرچہ جاری کروا کر اپنی اولاد کی صحیح تربیت کا ایک مستقل سامان کر سکتے ہیں۔

(مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علمی مسائل

روحانی اور جسمانی پیدائش

سیدنا حضرت فضل عمر
(اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

اللہ تعالیٰ روحانی اور جسمانی پیدائشوں کو بالمقابل بیان کر کے پہلے روحانی پیدائش کا ذکر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ ایمان لانے والے کامیاب ہو گئے جو اول اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں اور پھر اس سے ترقی کر کے وہ اس مقام تک پہنچ جاتے ہیں کہ ہر قسم کی فضول اور بے فائدہ باتوں سے پرہیز کرنے لگ جاتے ہیں۔ یعنی وہ ان تمام کاموں سے اجتناب اختیار کرتے ہیں جن کا کوئی عقلی فائدہ نظر نہ آتا ہو۔ مثال کے طور پر شطرنج ہے۔ تاش ہے یا اور کئی قسم کی کھیلیں ہیں جن سے وقت ضائع ہوتا ہے دینِ حق ہر ایمان لانے والے کو یہ ہدایت دیتا ہے کہ وہ اس قسم کے لغو کاموں سے بچیں اور شطرنج یا تاش یا اس قسم کی دوسری کھیلوں میں حصہ لے کر اپنے وقت کو ضائع نہ کریں۔ ہاں وہ ورزش سے نہیں روکتا کیونکہ یہ انسان کے اندر جرأت اور بہادری اور طاقت پیدا کرتی ہے۔ یا مثلاً مجالس میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا ہے یہ بھی لغو ہے۔ یا مثلاً بے کار زندگی بسر کرنا ہے یہ بھی لغو ہے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ سارا دن بے کار بیٹھے دوستوں کی مجلس میں گپیں ہانکتے رہتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے کہ وہ اپنے اوقات کا کس بے دردی کے ساتھ خون کر رہے ہیں۔ ایک شخص کا باپ مر جاتا ہے اور وہ اپنے پیچھے بہت بڑی جائیداد چھوڑ جاتا ہے اب لڑکے کا کام صرف یہی رہ جاتا ہے کہ وہ سارا دن اپنے دوستوں کی مجلس میں بیٹھا رہتا ہے ایک آتا اور کہتا ہے نواب صاحب آپ ایسے ہیں۔ یا لالہ صاحب آپ ایسے ہیں یا پنڈت صاحب آپ ایسے ہیں۔ یا شاہ صاحب آپ ایسے ہیں۔ اور پھر دوسرا تعریف شروع کر دیتا ہے وہ خاموش ہوتا ہے تو تیسرا اس کی تعریف شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح سارا دن یہی شغل جاری رہتا ہے کہ دوست آتے ہیں اور گپیں ہانکتے ہیں اور اس کی تعریفیں کرتے رہتے ہیں۔ اس پر وہ بھی ان کی خوب خاطر تواضع کرتا ہے۔ اگر تھوڑی توفیق ہوئی تو پان الائچی سے تواضع کر دیتا ہے اور اگر زیادہ توفیق ہوئی تو صبح و شام ان کو کھانا اپنے دستر خوان پر کھلاتا ہے مگر اس لئے نہیں کہ وہ غریب ہیں اس لئے نہیں کہ وہ بھوکے ہیں اس لئے نہیں کہ وہ ہمدردی کے قابل ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ اس کے پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور مجلس میں خوشی کے ساتھ دن گذر جاتا ہے دینِ حق اس قسم کے کاموں کی قطعاً اجازت نہیں دیتا وہ فرماتا ہے۔ دینِ حق کے ماننے والے ہمیشہ لغو باتوں سے بچتے اور احتراز کرتے ہیں وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتے اور کوئی ایسا کام ان کو نہیں کرنا چاہیئے جن کا کوئی عقلی فائدہ نہ ہو اور جس سے زندگی بے کار ہو جاتی ہو۔ وہ شخص جو اپنے ماں باپ کی کمائی کھاتا ہے اور خود کوئی کام نہیں کرتا۔ آخر اُسے سوچنا چاہیئے کہ اس کی زندگی کا اُسے کیا فائدہ ہوتا ہے یا اس کی قوم کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے یہ چیز تو ایسی ہے جس کا اس کی ذات کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس کی قوم کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اور دنیا کو بھی کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ یہ زندگی کو محض بے کاری اور عیاشی میں ضائع کرتا ہے اور دینِ حق اس قسم کی بے کار زندگی کی اجازت نہیں دیتا۔ اگر ایک شخص کو اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد دس کروڑ روپیہ بھی جائیداد میں ملتا ہے تو قرآن کریم کا حکم یہی ہے کہ وہ اتنی بڑی جائیداد کا مالک ہونے کے باوجود اپنے وقت کو ضائع نہ کرے بلکہ اسے قوم اور مذہب کے فائدے کے لئے خرچ کرے اگر اسے اس قسم کی خدمات کی ضرورت نہیں جن کے نتیجے میں اسے روٹی میسّر آئے تو ایسی خدمات سرانجام دے سکتا ہے جو آنریری رنگ رکھتی ہوں اسی طرح وہ بغیر معاوضہ لئے اپنے ملک یا اپنی قوم یا اپنے مذہب کی خدمت کر کے اپنے وقت کو بھی ضائع ہونے سے محفوظ رکھ سکتا ہے اور اپنے اوقات کا صحیح استعمال کر کے اپنے آپ کو نافع الناس وجود بھی بنا سکتا ہے۔

محمود مجیب اصغر

قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کا عشق قرآن

قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب (اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں) کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو عشق قرآن ہے حضور کے دور میں تعلیم و خدمت و اشاعت قرآن کا غیر معمولی کام حضور کے قرآن کریم کے ساتھ غیر معمولی عشق کے نتیجہ میں تھا۔ بچپن میں حضور کی تعلیم کا آغاز ہی قرآن مجید سے ہوا بارہ تیرہ سال کی عمر میں حضور نے قرآن کریم حفظ کر لیا گویا بچپن سے قرآن کریم کی محبت حضور کے خون میں سرایت کر چکی تھی اسی لئے حضور کی امامت کی ساری پالیسیوں اور سکیموں کا محور قرآن مجید رہا۔ حضور نے قرآن کریم سیکھنے سکھانے اور پڑھنے پڑھانے کے لئے مختلف منصوبے جاری فرمائے۔ اور اشاعت قرآن کے کام کو اہم زبانوں کی PRIORITY کو مدنظر رکھ کر بہت اہمیت دی تاکہ اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام بنی نوع انسان تک جلد از جلد پہنچایا جا سکے۔

چنانچہ حضور نے اس ضمن میں فرمایا:

"میرے دل میں بڑی تڑپ ہے کہ میں دنیا کی تین اہم زبانوں فرانسیسی، روسی اور چینی زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کروا کر ان ممالک میں پہنچا دوں اس سے دنیا کی قریباً نوے فیصد آبادی ایسی ہو گی جس کے ہاتھ میں قرآن شریف پکڑا دیا جائے گا"

(الفضل ۱۸ جنوری ۱۹۸۲ء)

قرآن کریم کے ساتھ عشق کا اظہار حضور بعض اوقات ایسے الفاظ میں فرماتے تھے۔

"قرآن عظیم ہماری جان کی جان ہے اور اگر زندگی کا کوئی لمحہ بھی اس سے خالی ہو تو وہ ہلاکت کی گھڑیاں ہیں"

(الفضل یکم نومبر ۱۹۷۷ء)

حضور مشرقی اور مغربی درسگاہوں کے تعلیمیافتہ تھے اور علوم کا ایک بحر بیکراں اپنے سینے میں موجزن رکھتے تھے لیکن حضور نے جو کچھ بھی حاصل کیا قرآن کریم سے کیا۔

ایک بار فرمایا۔

"میں ذاتی تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ قرآن کریم سے جو علم، جو فراست اور جو ذہانت ملتی ہے آکسفورڈ اور دنیا کی تمام یونیورسٹیوں سے اس کا ہزارواں بلکہ کروڑواں حصہ بھی نہیں ملتا"

(الفضل ۳۰ جون ۱۹۷۷ء)

یہی وجہ تھی کہ حضور اپنے منصب امامت کی سب سے بڑی ذمہ داری قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کرنا سمجھتے تھے اور اسی پر ساری عمر زور دیتے رہے۔ ایک بار فرمایا۔

"امام کا سب سے بڑا اور اہم کام یہی ہوتا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم کو رائج کرنے والا ہو اور نگرانی کرنے والا ہو کہ وہ سلسلہ حقّہ کی طرف منسوب ہونے والے ہیں کیا وہ قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر رکھنے والے ہیں؟"

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جولائی ۱۹۶۶ء)

قرآن کے ہی واسطے سے حضور خدا تعالیٰ اور رسول سے محبت کرتے تھے جیسا کہ ایک مرتبہ دعائیہ رنگ میں فرمایا۔

"خدا تمہیں قرآن کی اور قرآن لانے والے مقدس وجود (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت سے مالا مال کرے قادر مطلق خدائے واحد کی محبت تمہارے دلوں میں جاگزیں ہو جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن نازل کیا اور خدائے واحد کے بعد قرآن لانے والے کی محبت سے تمہارے دل سرشار ہوں"

(دورۂ مغرب ۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء صفحہ ۳۲۰)

حضور ساری جماعت کو اور آئندہ احمدیت کی نسلوں کو قرآن کریم کی محبت سے سرشار کرنا چاہتے تھے اور اس بارہ میں بڑی دردمندی سے ماؤں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"آپ اپنی نسلوں میں قرآن کریم کا عشق اس طرح بھر دیں کہ دنیا کی کوئی لذت اور کوئی سرور انہیں اپنی طرف متوجہ نہ کرے وہ ساری توجہ کے ساتھ قرآن کریم کے عاشق ہو جائیں اور وہ ہر چیز اس سے حاصل کرنے والے ہوں اور وہ دنیا کے لئے ایک نمونہ بنیں تاقیامت تک آپ کے نام زندہ رہیں اور آنے والی نسلیں حیران ہو

باقی صفحہ ۶ کالم ۱ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات
نون سین

سائنسی ترقی کی ضرورت

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب (پاکستان کے واحد نوبل لاریٹ) تیسری دنیا کے ممالک میں سائنس کی تعلیم کی ترویج اور اعلیٰ تعلیم کے انتظامات کیلئے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔ اگرچہ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کسی ایک ملک کو دوسرے ملک پر ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کی خدمات انسانیت کے ناطے سے ہیں لیکن یہ بات بھی بالکل درست ہے کہ پاکستان ان کا اپنا وطن ہونے کے باعث ان کے خیالات پر زیادہ حاوی رہتا ہے۔ انہوں نے اب تک مختلف ممالک کو سائنسی تعلیم کے لئے سامان بھی فراہم کیا ہے۔ اور وظائف بھی دیئے ہیں اور اس طرح خاموشی کے ساتھ وہ نہ صرف سائنس کی خدمت کر رہے ہیں بلکہ پاکستان اور تیسری دنیا کے تمام ممالک کی خدمت میں مصروف ہیں۔ وہ جب بھی پاکستان تشریف لاتے ہیں کسی نہ کسی رنگ میں ذمہ دار اصحاب کی توجہ اسطرف مبذول کرواتے رہتے ہیں کہ سائنس اس وقت دنیا میں ترقی کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اسکی طرف جتنی جلد اور جتنی زیادہ توجہ کی جا سکے بہتر ہوگا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ بظاہر یہ ذمہ دار اصحاب ان کی باتیں سن کر خاموش رہتے ہیں اور کبھی انہوں نے اس بات کا اعلان نہیں کیا کہ عبدالسلام کی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ چونکہ ان کی باتیں دل سے نکلتی ہیں اسلئے دلوں میں ہی اتر جاتی ہیں۔ اور یہ ذمہ دار اصحاب خاموشی کے ساتھ ان کی باتوں میں سے جس پر بھی عمل کر سکتے ہیں عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

گذشتہ دنوں گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن فار سائنس کے پہلے کانووکیشن کے موقعہ پر پرنسپل صاحب پروفیسر ڈاکٹر رحمان چوہدری نے بتایا کہ ۱۹۸۵ء میں وفاقی حکومت کے سروے کے مطابق صوبہ پنجاب میں ۱۳۶۱ مرد اور ۴۴۷ خواتین یعنی کل ۱۸۰۸ تربیت یافتہ سائنس اساتذہ کام کر رہے تھے۔ لیکن گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن فار سائنس نے قلیل عرصے میں ۵۰۰ تربیت یافتہ اساتذہ کا گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ یہ کانووکیشن کا موقع تھا اور اسی موقعہ پر ۱۹۸۲ء سے ۱۹۸۸ء تک پاس ہونے والے طلباء و طالبات میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ اسی موقعہ پر نصابی سرگرمیوں کے علاوہ کھیلوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء و طالبات میں بھی اسناد اور میرٹ سرٹیفکیٹ تقسیم کئے گئے۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی صوبائی وزیر تعلیم سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ تھے۔ آپ نے تقریر کرتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا کہ انہیں اس تقریب میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے اس بات کا وعدہ کیا کہ جو مسائل پیش کئے گئے ہیں ان کے حل کے لئے وہ ذمہ دار افراد کی توجہ اس طرف مبذول کروائیں گے۔ جہاں تک سائنس کی تعلیم کا تعلق ہے انہوں نے کہا کہ بلاشبہ آج جو قوم ٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی میں پیچھے رہ جاتی ہے اس کا کوئی مستقبل نہیں ہوتا۔ پاس ہونے والے اساتذہ سے آپ نے کہا کہ سائنس کے استاد ہونے کی حیثیت سے یہ ذمہ داری آپ ہی کے کندھوں پر ہے آپ کی کارکردگی ملکی ترقی میں بنیادی اہمیت کی حامل ہوگی۔

ہمارے قارئین کو یاد ہوگا کہ حضرت امام جماعت الثالث (اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا رہے) نے جماعت کے نوجوانوں کو سائنس کی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ مجھے ایک ڈاکٹر سلام نہیں بلکہ ہزاروں ڈاکٹر سلام چاہئیں اور اس وقت سے جماعت کے متعدد نوجوان نہایت دلچسپی کے ساتھ سائنس کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہیں ان سب کا مطمع نظر یہ ہے کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے ملک کی خدمت کریں اللہ تعالیٰ ان سب کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔

ہونیکر کا انجام

خدا کی شان ہے کہ جس شخص نے مشرقی جرمنی کے لوگوں کو وہاں سے باہر جانے سے روکنے کے لئے یا جیسا کہ اب لوگ کہتے ہیں انہیں قید کرنے کے لئے برلن کی دیوار بنائی تھی وہ خود بھی نہایت ذلت کے ساتھ اپنے مقام سے نیچے گر گیا ہے اور دیوار کو بھی لوگوں نے ہتھوڑوں اور چھینیوں سے توڑنا شروع کیا تو اس میں کئی مزید دروازے کھولنے پڑے اور ہزاروں کی تعداد میں مشرقی جرمنی کے لوگوں نے مغربی جرمنی جانا شروع کر دیا۔ اس شخص کا نام ہے ایرک ہونیکر (ERICH HONECKER) ایک خاصے عرصے تک اس شخص نے بلا مقابلہ اپنے لوگوں پر ویسی ہی حکومت کی جیسا کہ سٹالن نے کی تھی۔

اکتوبر ۱۹۸۹ء میں اس شخص کو لوگوں کے مطالبے پر اپنے عہدے سے ہٹایا گیا۔ اس مطالبے نے یہ رنگ اختیار کیا کہ لوگوں نے مغربی جرمنی جانا شروع کر دیا اور لوگ گئے بھی بہت بڑی تعداد میں۔ اس شخص کو اس کے عہدے سے ہٹانے کے تین ہفتے بعد دیوار جسے انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور جسے یورپ کی تقسیم کی ایک علامت سمجھا جاتا تھا۔ ۲۸ سال کے بعد گرنی شروع ہو گئی۔ ۱۹۷۱ء میں مشرقی جرمنی کے لوگوں نے اس شخص کی بڑی تعریف کی کہ اس کی وجہ سے ان کے مختلف علاقوں نے ترقی حاصل کی لیکن جب تبدیلی کی ہوا چلی تو اس نے لوگوں کی خواہشات کی مخالفت کی اور تبدیلیوں سے گریز کیا۔ دراصل شروع میں اس کی تعریف یوں کی گئی کہ یہ نازیوں کے سخت خلاف تھا اور غداری کے الزام میں ۱۰ سال نازی قیدخانوں میں بھی زندگی بسر کر چکا تھا۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو اس نے اپنے عہدہ سے علیحدگی اختیار کر لی اور پارٹی کے لیڈر کے انتخاب میں بھی حصہ لینے سے انکار کر دیا۔ وجہ یہ بتائی گئی کہ اب اس کی صحت اس قابل نہیں کہ وہ زیادہ کام کر سکے۔ جس شخص کے ہاتھ میں اس نے اپنی کرسی دی وہ عام طور پر اس کا جانشین سمجھا جاتا تھا۔ سیکورٹی چیف ایگون کرینز EGON KRENZ اس کا نام تھا لیکن ہونیکر کے بعد ۱½ ماہ نہیں گذرا تھا کہ اسے بھی اس کے عہدے اور مقام سے الگ کر دیا گیا اور ۶ ہفتے بعد ہونیکر کو پارٹی سے بھی خارج کر دیا گیا۔ اس کے خلاف ایک لمبی فہرست اس کے جرائم کی تیار کی گئی جس میں بدعنوانی اور غلط طریق سے حکومت کرنا اور بالآخر غداری کے الزام لگائے گئے۔ شروع میں تو اسے گھر میں ہی پابند کیا گیا لیکن بعد میں اسے جیل بھیجنا پڑا۔ گذشتہ دنوں اس نے گردے کا اپریشن بھی کروایا اور جب وہ ہسپتال سے فارغ ہوا تو اسے قید میں ڈال دیا گیا۔ یہ ان پرانے لوگوں میں سے ایک سمجھا جاتا تھا۔ جنہوں نے میخائل گورباچوف کی اصلاحات کی تو مخالفت کی لیکن روس کے دیگر ممالک سے تعلقات اور اسلحہ کی کمی سے اتفاق کیا۔ اس کا کہنا یہ تھا کہ چونکہ اس نے بھی اصلاحات کی سکیم کئی سالوں سے چلائی ہوئی ہے۔ اس لئے اب مزید کسی سکیم کی ضرورت نہیں

جب برلن دیوار بن رہی تھی تو یہ شخص سیکورٹی کا افسر اعلیٰ تھا اور دیوار کا مقصد یہ بتایا جاتا تھا کہ مشرقی جرمنی کے لوگوں کو مغرب میں جانے سے روکا جائے۔ لیکن جب ہنگری کی کھلی سرحدوں کے راستے ۱۹۸۹ء کے وسط میں مشرقی جرمنی کے لوگوں نے باہر جانا شروع کیا تو ہونیکر اسے کسی طرح روک نہ سکا۔ ۱۹۷۲ء میں ہونیکر نے جسے لوگ عام طور پر ہونی کہتے تھے۔ بون کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کئے جس کے مطابق مغربی جرمنی کو سفارتی طور پر تسلیم کر لیا گیا۔ اس شخص نے بہت سے ممالک کے دورے کئے اور ہر جگہ اس بات کا تاثر دیا کہ وہ امن کا خواہاں ہے اور امن کے لئے ہی دورے کر رہا ہے۔ لیکن ۱۹۸۷ء میں جب اس شخص نے بون کا دورہ کیا تو یہ بات سامنے آئی کہ تقسیم کو اب قانونی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ جوں جوں مشرقی جرمنی کے تجارتی تعلقات مغربی جرمنی کے ساتھ بڑھتے رہے۔ مشرقی جرمنی کو کمیونسٹ ممالک میں سب سے بہتر معاشی حالات میسر آئے۔ لیکن ۱۹۸۰ء میں پھر حالات خراب ہو گئے۔

ہونیکر ایک بائیں بازو کے کان کن کا بیٹا ہے جو سارلینڈ میں پیدا ہوا۔ سارلینڈ اب مغربی جرمنی کا حصہ ہے شروع شروع میں اس نے کمیونسٹ پارٹی کے اخبارات گھروں پر پہنچائے اور بعد میں ۱۹۲۹ء میں وہ کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہو گیا۔ ماسکو میں اس کی تربیت کی گئی پھر وہ تحت الارض چلا گیا تا کہ وہ نازیوں کا مقابلہ کر سکے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ۱۹۳۳ء میں نازیوں کا طوطی بول رہا تھا۔ یہ پکڑا گیا اور ۱۸ مہینے تک اس سے پوچھ گچھ ہوتی رہی۔ جس کے بعد اسے دس سال کی سزا سنائی گئی۔ روسی فوج نے اسے برینڈن برگ کی جیل سے ۱۹۴۵ء میں رہا کروایا۔ جب ۱۹۴۹ء میں جرمنی تقسیم ہوا تو مشرقی جرمنی میں یہ اعلیٰ عہدے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پرو فائز ہوگیا۔ حتیٰ کہ ۱۹۵۸ء میں پارلیمنٹ کا ممبر بن گیا اور حفاظتی فرائض سنبھال لئے۔ کہتے ہیں کہ ہونیکر نے دو شادیاں کیں اور اس کی دو بیٹیاں ہیں۔ اس کی دوسری بیوی جس کا نام مارگریٹ ہے وہ اس کے عہد اقتدار میں وزیر تعلیم مقرر کی گئی۔

نام پنھ

لندن میں ایک گلی کا نام فلیٹ سٹریٹ تھا گلی تو اب بھی ہے۔ لیکن جس بات کی وجہ سے یہ ساری دنیا میں مشہور ہوئی تھی وہ بات اب وہاں ختم ہوگئی ہے۔ یہ گلی اخبارات کے لئے مشہور تھی بہت زیادہ اخبارات اسی گلی میں ترتیب دیئے جاتے تھے اور اشاعت پذیر ہوتے تھے۔ لیکن اب اخبارات نے وہاں سے اپنے دفتر اٹھا لئے ہیں اور گلی کا نام تو فلیٹ سٹریٹ ہی ہے۔ لیکن اب اس کی وہ اہمیت باقی نہیں رہی۔

کمبوڈیا کا دارالخلافہ نوم پنھ ہے اور نوم پنھ میں بھی کہتے ہیں کہ ایک گلی ایسی ہے جو اَب سکولوں کے لئے مشہور ہوتی چلی جارہی ہے۔ کمبوڈیا میں ۲۰ سال کی جنگ اور انقلاب نے ہزاروں ہزار اساتذہ کو ہلاکت کے گڑھے تک پہنچا دیا اور حکومت کی طرف سے چلائے جانے والے سکول اور ان کے اساتذہ نہایت ناکافی ہوگئے۔ اب یہ گلی جس میں سکولوں کی بھرمار ہے نجی نظام کے تحت چلائے جانے والے سکولوں کی گلی بن گئی ہے۔ عام طور پر مکان کا نچلا کمرہ لے کر کچھ ڈیسک اور بنچ رکھ لئے اور تعلیم دینا شروع کردی۔ زیادہ تر یہ سکول اس لئے کھولے گئے ہیں کہ لوگوں میں انگریزی کی تعلیم کا شوق بڑھ رہا ہے۔ اب بیرونی دنیا نے وہاں سرمایہ لگایا ہے تو انہیں ایسے کارکنوں کی ضرورت ہے جو انگریزی جانتے ہوں اور اس لئے نوجوان بلکہ ادھیڑ عمر کے لوگ بھی تو اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ وہ ان کمپنیوں میں کام کرسکیں چنانچہ وہ انگریزی سیکھنے لگے ہیں۔ کوئی صبح کے وقت کوئی دوپہر کے وقت اور کوئی شام کے وقت۔ جب موقعہ ملا سکول میں چلے گئے اور تعلیم حاصل کرنی شروع کردی۔ ان سکولوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اگر کسی سے پوچھا جائے تو وہ جواب دے گا کہ یہ کون بتا سکتا ہے۔ یہ سکول تو آئے دن کھلتے چلے جارہے ہیں آج تعداد کچھ ہے اور کل کو کچھ اور ہوگی۔ اسلئے ان کی تعداد بتانا کوئی آسان کام نہیں

یہ بات زیادہ تر گذشتہ مئی سے شروع ہوئی ہے جب حکومت نے اس بات کی اجازت دی کہ بیرونی ممالک کے سرمایہ دار کمبوڈیا میں تجارت کے مراکز کھولیں اور اسی طرح ہر قسم کی کمپنی بھی۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ ایسے مراکز کھلنے شروع ہوگئے ہیں جہاں انگریزی دانوں کی ضرورت ہے چاہے وہ ٹوٹی پھوٹی انگریزی ہی بولتے ہوں تاکہ گاہکوں سے بات کی جاسکے تو لوگوں میں انگریزی کی تعلیم حاصل کرنے کا شوق بڑھنا شروع ہوگیا۔ موجودہ حکومت سے پہلے کمبوڈیا میں پال پاٹ اور ان کے خمیر روج کی حکومت تھی۔ انہوں نے زرعی اصلاحات کے پیش نظر شہروں کی آبادی کو گاؤں کی طرف موڑ دیا اور ایسا کرنے سے ہچکچانے والوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ کہتے ہیں کہ ان کے ہتھے چڑھنے والے زیادہ تر اساتذہ تھے۔ جنہیں وہ دانشور کہہ کر مارتے تھے۔ کہ یہ لوگ گاؤں میں جاکر ہل چلانا نہیں چاہتے۔ اس مہم میں کہا جاتا ہے کہ دس لاکھ آدمی مارے گئے۔ ۱۹۷۸ء میں ویت نام نے حملہ کرکے خمیر روج سے اقتدار کا خاتمہ کیا اور اس وقت سے اب تک یہ لوگ کمبوڈیا کی حکومت کے خلاف گوریلا جنگ لڑ رہے ہیں۔

ایک عرصے تک نوم پنھ یوں لگتا تھا کہ ایک مردہ شہر ہے نہ کوئی رنگینی نہ شور و غوغا۔ لوگ اتنے غریب تھے کہ انہیں زیادہ دولت حاصل کرنے کی خواہش تھی اور خمیر روج اس بات کے سخت مخالف تھے۔ اگرچہ خمیر روج کے بعد موجودہ کمیونسٹ حکومت نے بھی تقریباً ۱۰ سال تک غریبوں کو دبائے رکھا۔ اس وقت وہاں کے وزیر اعظم ہن سین ہیں اور اب ان کی پالیسیاں تبدیل ہورہی ہیں۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ روس کے اصلاحی پروگرام پریسٹرائیکا کے مدنظر کمبوڈیا کے کمیونسٹ بھی تبدیلیوں پر آمادہ ہوئے ہوں۔ اب تجارت بھی کھول دی گئی ہے اور سنگاپور کے ساتھ کافی زیادہ تجارت کی جارہی ہے۔ سنگاپور یوں تو خمیر روج کی حمایت کرتا ہے اور سرکاری طور پر نوم پنھ (کمبوڈیا کے دارالخلافہ) سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ لیکن دونوں علاقوں کی تجارت روز بروز بڑھ رہی ہے۔

جہاں تک سکولوں کا تعلق ہے ان کے موجودہ اساتذہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے طالب علموں سے شاید ہی کچھ زیادہ جانتے ہوں لیکن جسے بھی تھوڑی بہت انگریزی زبان آجاتی ہے۔ اسے استاد مقرر کردیا جاتا ہے۔ تاکہ کم ازکم اتنی انگریزی تو دوسروں کو سکھا دے جتنی وہ خود جانتا ہے۔ اگرچہ دوسری زبانیں مثلاً فرانسیسی اور ہندچینی کی زبان بھی سکھائی جاتی ہے۔ لیکن زیادہ زور انگریزی پر ہے۔ یوں سمجھیئے اگر فرانسیسی زبان کی ایک کلاس ہے تو اس کے مقابلے میں انگریزی کی پچاس کلاسیں ہیں۔ دراصل زبانوں میں بھی وہاں پر ایک نسل کا فاصلہ نظر آنے لگا ہے۔ بڑھے بوڑھے لوگ فرانسیسی میں بات کرتے ہیں اور نوجوان اس کا جواب انگریزی میں دیتے ہیں۔

شاید سنگاپور کا اس وقت کمبوڈیا پر سب سے زیادہ اثر ہے۔ کیونکہ سنگاپور کے لوگ کمبوڈیا میں تجارت پر کافی رقمیں لگا رہے ہیں۔ اور انہیں انگریزی بولنے والوں کی ضرورت ہے۔ یہ بات بھی ہے کہ کمبوڈیا میں چین کے باشندوں کی کافی تعداد ہے اور ان کے بہت سے رشتہ دار سنگاپور میں رہتے ہیں یہ بات بھی سنگاپور سے تجارت پر اثر انداز ہے۔

جہاں تک دولت کا تعلق ہے۔ کمبوڈیا میں دو قسم کے امیر لوگ ہیں۔ ایک تو چینی اور دوسرے کمیونسٹ پارٹی کے اراکین۔ اور لوگ اکثر یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ چونکہ ہمیں بھی دولت کی ضرورت ہے اس لئے ہمارے لئے لازمی ہے کہ ہم انگریزی زبان سیکھیں۔

ہمارے قارئین کو یاد ہوگا کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے تک انگریزی زبان کو پاکستان سے دھکے دے کر نکالا جارہا تھا۔ ہر روز کسی نہ کسی طرف سے یہ آواز آتی تھی کہ انگریزی زبان کی وجہ سے ہماری آزادی پر اثر پڑ رہا ہے۔ انگریزی زبان غیر ملکی زبان ہے اور ہم اس میں پوری طرح تعلیم حاصل نہیں کرسکتے۔ لیکن اب حالات بدل گئے ہیں۔ اب انگریزی زبان کی اہمیت کو لوگوں نے سمجھنا شروع کردیا ہے اور وہ جانتے ہیں کہ انگریزی زبان اس وقت ایک عالمگیر زبان ہے کہ اس کے ذریعے دوسرے ممالک سے تعلقات پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ اور دوسرے ممالک سے تعلقات پیدا کرنا ہر ملک کی بنیادی ضرورت بن چکا ہے ٭

لیپ کا سال

لیپ سال کب ہوگا اور کب نہیں ہوگا اس کا حساب ذرا سا پیچیدہ ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ فروری کے مہینے میں ۲۸ دن ہوتے ہیں لیکن لیپ سال کا ماہ فروری ۲۹ دن کا ہوتا ہے۔ طریقہ یہ ہے کہ جو سن ۴ پر پورا پورا تقسیم ہوجائے یعنی باقی کچھ نہ بچے وہ سال لیپ کا سال ہوتا ہے۔ مثلاً ۱۹۸۰ء کو آپ ۴ پر تقسیم کریں تو پورا تقسیم ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ۱۹۸۰ء لیپ کا سال ہوا۔ لیکن صدی کا آخر سال لیپ کا سال نہیں ہوتا۔ ہاں اگر وہ ۴۰۰ پر پورا تقسیم ہوجائے تب وہ لیپ کا سال کہلائے گا۔ مثلاً ۲۰۰۰ء یقیناً لیپ کا سال ہوگا۔ کیونکہ وہ ۴۰۰ پر پورا تقسیم ہوجاتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۱۹۹۹ء صدی کا آخری سال ہوگا مگر ماہرین کہتے ہیں کہ ہماری یہ بیسویں صدی اتوار ۳۱ دسمبر ۲۰۰۰ء کو ختم ہوگی اور اکیسویں صدی کا آغاز پیر یکم جنوری ۲۰۰۱ء کو ہوگا۔

وقفِ جدید کا نیا سال شروع ہوچکا ہے اس لئے جن اطفال نے ابھی تک وقفِ جدید کا وعدہ نہیں لکھوایا وہ فوری طور پر اپنا وعدہ لکھوائیں اور پھر جلد ادائیگی کی کوشش کریں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث ؒ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ بچے وقفِ جدید کا سارا بوجھ اٹھالیں۔

اطفال بھائیو! آپ کو چاہیئے کہ حضور کی اس خواہش کو پورا کرتے ہوئے بچپن سے اپنے لئے برکات کے حصول کے سامان پیدا کریں۔

سیکرٹری وقفِ جدید
(اطفال الاحمدیہ پاکستان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

ڈاکٹر قاضی محمد برکت اللہ صاحب۔ امریکہ

محترم صوفی عبدالمجید صاحب

الفضل سے پتہ چلا کہ محترم صوفی عبدالمجید صاحب امیر ضلع آزاد کشمیر اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔

صوفی عبدالمجید صاحب (پرانے) میرپور میں اس وقت آئے جب منگلا ڈیم کی کالونی بنی اور منگلا ڈیم کی ورکشاپ میں موٹر مکینک کے طور پر کام کرنے لگے اور اس کالونی میں رہائش اختیار کی۔

جب پہلی بار حالات دیکھنے کے لئے تشریف لائے تو مکرم ڈاکٹر محمد دین صاحب سے ملے۔ ڈاکٹر صاحب جماعت کی روح رواں تھے۔ بس سٹاپ پر اتفاق سے میری ان سے ملاقات ہوئی اور تعارف ہوا۔ کچھ عرصے بعد یہ سلسلہ ملازمت تشریف لے آئے۔ اور میرپور جماعت میں کچھ رونق ہونے لگی۔

صوفی عبدالمجید صاحب نہایت مخلص اور دین سے محبت رکھنے والے تھے۔ دُکھ۔ تکلیف کی حالت میں بھی کبھی کسی قسم کا کوئی شکوہ ان کی زبان پر نہیں آیا۔ ایسے لگتا تھا کہ عُسر یُسر میں متبسم رہتے اور اللہ کی رضا پر خوش رہتے۔ اس وقت ان کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ انہیں بھی دین کی محبت اور نماز باجماعت کا شوق دلاتے بہت مہمان نواز تھے۔ دن ہو یا رات، اندھیرے سویرے ان کے ہاں جانے سے کبھی تنگ نہیں ہوئے۔ چائے تو جلدی پلا دیتے تھے۔ ایسے لگتا تھا کہ ان کی اہلیہ صاحبہ بھی مہمان نوازی میں صحیح حصہ دار تھیں۔

صوفی عبدالمجید صاحب اپنے ہاں نماز باجماعت کا التزام کرتے۔ ایک دفعہ میری عدم موجودگی میں قریشی محمد حنیف صاحب قمر علوی سائیکل سیاح تشریف لائے۔ رات گئے جب گھر پہنچا تو علیک سلیک کے بعد فرمانے لگے آنے میں دیر کر دی۔ نماز عشاء بھی ضائع کر دی ہے میں نے عرض کیا کہ صوفی عبدالمجید صاحب کے ہاں تھا اور وہاں ہی نماز باجماعت ادا کر لی تھی۔

صوفی عبدالمجید صاحب نے نئے شہر میرپور میں اپنی موٹر ورکشاپ کھول لی تھی۔ پہلے مقامی جماعت کے صدر بنے پھر اخبار سے پتہ چلا کہ ضلع کے امیر بن گئے۔ ایک دفعہ اتفاق سے میکلوڈ روڈ پر ملاقات ہو گئی۔ صوفی عبدالمجید صاحب کسی کام کے سلسلہ میں آئے تھے۔ میں امریکہ سے گیا تھا خوش ہوئے اور روایتی مہمان نوازی کا مظاہرہ کیا۔ اپنے ایک بچے کے پاس لے گئے جو جوان تھا ملازم تھا۔ مجھے پہچاننے کے لئے کہا میں نہ پہچان سکا۔

اللہ تعالیٰ صوفی عبدالمجید صاحب کے درجات بلند کرے۔ اپنے قرب میں جگہ دے اور پسماندگان کا حافظ و ناصر رہے۔

یادِ رفتگان

مرزا محمود احمد۔ مربی سلسلہ۔ امریکہ

مکرم رفیع اللہ خان صاحب

جناب کرنل ظفر اللہ خان صاحب کے بیٹے عزیزم رفیع اللہ خان صاحب امریکہ میں اگست ۸۶ء میں ٹیکساس کی سٹیٹ میں آکر آباد ہوئے۔ اور کاروبار شروع کیا۔ وہ اپنی دو بہنوں کے قریب اپنی بیوی اور ایک بچے کے ساتھ رہتے تھے۔ جماعت احمدیہ کے ہر فرد کے ساتھ محبت اور پیار اس قدر گہرا تھا، کہ ان کو ہر کوئی اپنا بھائی سمجھتا تھا، اس کے علاوہ غیروں کے ساتھ بھی ان کے اس حد تک گہرے مراسم تھے۔ کہ وہ بھی ان کو اپنا بھائی سمجھتے تھے۔ سلجھی ہوئی طبیعت ہمیشہ مسکراتا اور ہر ایک سے نہایت نرمی اور پیار سے گفتگو کرنا۔ ان کا شیوہ تھا۔ ان کے اتنے ہر دلعزیز ہونے کی کھلے طور پر اس وقت گواہی ملی جب ۱۹، جنوری بروز جمعہ مغرب و عشاء کی نماز کے بعد ان کی نمازِ جنازہ ہوئی۔ اپنی جماعت کے احباب نے تو آنا ہی تھا، وہ سب کے سب آئے، ان کے علاوہ غیر از جماعت اس قدر کثیر تعداد میں حاضر ہوئے، کہ ہر ایک کو حیرت میں ڈال دیا۔ کہ اس صالح نوجوان کے کس قدر وسیع تعلقات تھے۔ جس ہال میں ان کی نماز جنازہ کا انتظام کیا گیا تھا وہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، بارش بھی ہو رہی تھی۔ ایک طرف مردوں کی صفیں تھیں۔ دوسری طرف مستورات کی قطاریں تھیں۔ خاکسار نے جنازہ پڑھنے سے قبل نماز جنازہ کے پڑھنے کے طریق کی وضاحت کی۔ اور اس سے پہلے نوجوان کی چند خوبیوں کا ذکر کر کے دعا کی درخواست کی۔

ہوا یوں کہ ۱۵، جنوری کو وہ اپنے کاروبار کی جگہ سے کچھ پیسے لے کر بینک میں جمع کروانے کے لئے جانے لگے تو کار میں بیٹھنے پر ڈاکوؤں نے ان پر حملہ کر کے رقم چھین لی، اور ساتھ ہی پستول سے ان کی بائیں طرف گولی مار دی۔ چونکہ بہت قریب سے بلکہ شاید جسم کے ساتھ پستول لگا کر وار کیا گیا تھا۔ اس لئے گولی جسم کے اندرونی کئی اعضاء کو زخمی کرتی ہوئی دور تک چلی گئی۔ باہمت نوجوان تھے، اس کے باوجود کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اور جلدی جلدی ہسپتال پہنچا دیئے گئے۔ ہسپتال میں دو تین دن تک علاج ہوا۔ لیکن شدید زخموں کے باعث اپنی جان اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دی۔ اور یوں اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں اور یقیناً ہم نے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اس واقعہ سے صرف ایک دن قبل جماعت کا ایک جلسہ تھا۔ اس نوجوان نے اس جلسہ میں حاضرین کی چائے، کافی، اور کئی کھانے والی اشیاء سے خوب تواضع کی۔ اور جس شان سے جلسہ کیا گیا۔ اسی شان سے اس نوجوان نے مہمانوں کی خدمت کی۔ اور کسی قسم کی اس میں کمی نہ رکھی گئی۔ اور سب سے خوب اس میں داد لی۔ کسی نے ان کی بہن کو کہا۔ کہ جلسہ میں آپ کے بھائی نے بہت کام کیا۔ وہ کہنے لگیں کہ ہاں۔ شاید اسے علم تھا، کہ اب وہ جا رہا ہے۔ اور جلدی جلدی ایسے کام کرے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ خدا کی مخلوق اس سے خوش تھی۔ یقیناً اس کا خدا بھی اس سے راضی ہو گا۔

یہ نوجوان مکرم چوہدری عبداللطیف خان صاحب کاٹھگڑھی کا داماد تھا۔ ۱۹۸۴ء کے آخر میں ان کی شادی ہوئی تھی۔ ان کی بیٹی کے لئے اور ان کے سارے خاندان کے لئے یہ عظیم صدمہ ہے۔ اسی طرح نوجوان رفیع اللہ کی بوڑھی والدہ اور بھائی بہنوں کے کیلئے دیگر عزیزوں کیلئے ناقابل تلافی صدمہ اور نقصان ہے۔ خاکسار اپنی طرف سے اور ہیوسٹن کی جماعت کی طرف سے ان کے سب عزیزوں اور رشتہ داروں سے دلی ہمدردی اور تعزیت کرتا ہے اور اس کی بلندی درجات کے لئے دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کی بیوہ اور معصوم بیٹے کا خود متکفل ہو۔ ہیوسٹن جماعت میں بھی ان کے جانے سے بڑا خلاء پیدا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی پُر کرے۔ اور سب کو صبر جمیل عطا کرے۔

بقیہ: عشقِ قرآن

کہ آپ کی تاریخ کو پڑھیں اور کہیں کہ کیسی عورتیں تھیں اس زمانہ کی جنہوں نے دنیا کے تمام لالچوں کے باوجود، دنیا کے تمام بد اثرات کے باوجود دنیا کو ٹھکرا دیا اور دنیا کی طرف اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نور کو اپنے گرد اس طرح لپیٹا کہ وہ جہاں بھی رہیں اور جہاں بھی گئیں وہ اور اُن کا ماحول اس نور سے منور تھا اور جگمگاتا رہا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور ہم کو بھی ہمیشہ اس کی توفیق عطاء کرتا رہے۔"

ضروری اعلان

ربوہ کے قطعات کے جملہ مقاطعہ گیران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جن احباب نے اپنے قطعات / مکانات کا سالانہ ترقیاتی ٹیکس ٹاؤن کمیٹی ربوہ میں ادا نہیں کیا یا ان کے ذمہ بقایا واجب الوصول ہے، وہ جلد از جلد ٹاؤن کمیٹی ربوہ سے رابطہ کر کے ترقیاتی ٹیکس کی ادائیگی کا انتظام کریں۔

سیکرٹری کمیٹی آبادی۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کا کالم

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور صحت اور تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور دین اور دنیا کے لئے نیک اور بڑے بڑے کام کرنے کی توفیق دے۔ بعض بہنوں نے لکھا ہے کہ ہم اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کو الفضل کا بچوں کا کالم پڑھ کر سناتی ہیں اسی طرح بعض بچوں کی ماؤں نے بھی یہی بات لکھی ہے بھائیوں نے شاید اس لئے نہیں لکھا کہ وہ اپنے آپ کو بہت مصروف سمجھتے ہیں۔ ہوسکتا ہے وہ مصروف ہی ہوں۔ لیکن ایک بات یاد رکھنے والی ہے کہ بڑے بھائیوں پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے سے چھوٹے بھائی بہنوں کی ضروریات اور تربیت کا خیال رکھیں۔

○ کہتے ہیں وقت اتنا ہی اہم ہے جتنی کہ دولت۔ لیکن سچ بات یہ ہے کہ دولت ضائع ہو جائے تو وہ دوبارہ حاصل کی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر وقت ضائع ہو جائے تو وہ دوبارہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ ضائع ہونے کا کیا بات ہے۔ وقت جب گزر جاتا ہے تو واپس نہیں آتا آپ دیکھیں نا۔ کل جو گزر گیا ہے وہ بھلا کب واپس آسکتا ہے۔ وہ تو گیا۔ اور گیا ہی گیا۔ اب تو آنے والا کل ہی آئے گا۔ جانے والا نہیں آسکتا۔

○ بعض بچے امتحان میں کم نمبر آنے پر سوچتے ہیں کہ ذرا کم کھیلتے تو نمبر زیادہ آتے۔ بات یہ ہے کہ کھیل بھی ضروری ہے۔ لیکن تعلیم کے دوران زیادہ ضروری تعلیم ہے۔ کھیلیں اور ضرور کھیلیں لیکن اتنا بھی نہ کھیلیں کہ تعلیم پر برا اثر پڑے۔ تعلیم کے دوران تو یہی کوشش ہونی چاہیئے کہ ذرا سا کم کھیل کر اگر وہی وقت تعلیم کو دینے سے نمبر زیادہ آجائیں تو ضرور کم کھیل لیا جائے۔

بعض بچے ضد میں آکر کہہ دیتے ہیں کہ جی میرا وقت ہے میں جس طرح چاہوں گزاروں۔ تمہیں کیا؟ ٹھیک ہے آپ کا ہی وقت ہے اور ہمیں اس سے کچھ نہ سہی آپ کو ہی سہی۔ لیکن آپ غور تو کریں کہ کیا آپ اپنی کسی چیز کو ضائع کر کے خوش ہوتے ہیں۔ ہمارے پیارے امام (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کی مدد فرمائے) نے بھی اس طرف توجہ دلائی ہے کہ وقت ضائع نہ کیا جائے۔ یہ وقت جو آپ کے پاس ہے یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امانت کے طور پر دیا ہوا ہے۔ اسے بہتر طریق پر خرچ کریں تو فائدہ بھی ہوگا اور ثواب بھی۔

○ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے نا کہ دل میں ایک بات آتی ہے۔ بات اچھی ہوتی ہے اور ہم اسے کر بھی آسانی سے سکتے ہیں۔ لیکن سوچتے ہیں کہ پھر سہی۔ پھر کر لیں گے۔ اور پھر وہ نیکی کی بات یا اچھی بات۔ کرنے کا موقع نہیں ملتا ہمارے پیارے بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ اسطرح جو نیکی کی بات دل میں آتی ہے وہ فرشتے لاتے ہیں اس لئے ایسی بات پر فوراً عمل کر لینا چاہیئے۔

○ کیا آپ نے ورلڈ کپ کے میچ دیکھے ہیں۔ یا ان کی تفصیل اخبارات میں پڑھی ہے۔ ہم نے بھی اپنے کل کے شمارے میں کچھ تھوڑی سی تفصیل دی ہے۔ اگر آپ نے پہلے وہ تفصیل نہیں پڑھی تو اب ضرور پڑھیں۔ آپ کو لطف آئے گا اور ورلڈ ہاکی کپ کے متعلق علم بھی بڑھے گا۔

○ بعض لوگ اعداد و شمار اکٹھے کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ اور اپنی باتوں سے آپ کو حیران کر دیتے ہیں۔ مثلاً گزشتہ دنوں اندازہ لگایا گیا یا یوں کہہ لیجئے کہ گن کر دیکھا گیا کہ دنیا میں کیڑے مکوڑے کتنے ہیں تو پتہ چلا۔ یا بتایا کہ اگر ایک کے آگے ۱۸، صفر لگا دیئے جائیں تو وہ دنیا بھر میں کیڑے مکوڑوں کی تعداد ظاہر کرے گی۔ بھلا لکھ کے دیکھیں۔

۱،۰۰۰ ... ...

یہ ہے کیڑے مکوڑوں کی تعداد۔

○ ایک بچے نے دوسرے سے کہا کہ میری امی کو تو بچوں کے متعلق کچھ بھی علم نہیں ہے۔ میں سو رہا ہوتا ہوں تو کہتی ہیں جاگو اور جاگ رہا ہوتا ہوں تو کہتی ہے۔ رات ہو گئی ہے سو جاؤ۔ بھلا سوئے کو سوتا کیوں نہیں رہنے دیتیں اور جاگا ہوتا ہوں تو جاگتا ہی کیوں نہیں رہنے دیتیں۔

اور ایک اور بچے نے پوچھا بھئی تمہاری جرابوں میں سوراخ ہیں۔ جواب ملا ہرگز نہیں میری جرابوں میں کوئی سوراخ نہیں ہیں۔ تو پہلا کہنے لگا تو پھر تم جرابوں میں پاؤں کیسے ڈالتے ہو

اخبار احمدیہ

درخواست دعا

○ مکرم میاں بشیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ سید والا کا پوتا بشارت احمد کئی دنوں سے بیمار ہے۔

○ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالسلام صاحب آف لاہور ایک ماہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم چوہدری عبدالسمیع صاحب آف لاہور کی اہلیہ محترمہ خالدہ بیگم صاحبہ عرصہ تین ماہ سے بیمار ہیں۔

○ محترمہ فرحت سلطانہ مبطی صاحبہ آف فاروق آباد کی والدہ صاحبہ شدید بیمار ہیں

○ مکرم عبدالرؤف صاحب کا فضل عمر ہسپتال میں اپریشن ہوا ہے

ان سب مریضوں کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

ولادت

○ مکرم منصور احمد صاحب جاوید ابن مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب آف ناروے کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۹ فروری ۱۹۹۰ء کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "مبارکہ" عطا فرمایا ہے بچی وقف نو میں شامل ہے۔

○ مکرم ڈاکٹر سید عطا محمود جنود کو اللہ تعالیٰ نے ۱۲ جنوری ۱۹۹۰ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ جس کا نام طیبہ جنود رکھا گیا نومولودہ مکرم ڈاکٹر جنود اللہ صاحب ترکی سرگودھا کی پوتی اور مکرم عبدالستار خان صاحب ایڈووکیٹ کی نواسی ہے۔

○ مکرم محمود احمد چغتائی صاحب مقیم ناروے کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بچے کا نام محی الدین رکھا ہے۔ نومولود خدا کے فضل سے وقف نو میں شامل ہے یہ بچہ حضرت حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ کا پڑپوتا اور محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب کا نواسہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ان بچوں کو صحت و تندرستی والی طویل عمر عطا کرے اور نیک و خادم دین بنائے۔

تقریب شادی

○ عزیزہ مقبول بیگم صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر عمر الدین سدھو صاحب کا نکاح ہمراہ چوہدری منظور احمد ابن چوہدری نذیر احمد کاہلوں آف برطانیہ۔ مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۹۰ء کو بعد نماز عصر بیت الناصر دارالرحمت غربی ربوہ میں بعوض چار ہزار سٹرلنگ پاؤنڈ مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نے پڑھایا۔ رخصتانہ مورخہ ۱۴ فروری بروز بدھ کو ہوا اگلے روز مکرم چوہدری منظور احمد صاحب کاہلوں نے ایوان محمود میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔

○ مکرم سید منور احمد صاحب ابن مکرم سید احمد علی صاحب آف ناروے کی شادی عزیزہ سیدہ طلعت بشریٰ صاحبہ بنت مکرم سید مسعود احمد شاہ صاحب کے ہمراہ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۹۰ء کو عمل میں آئی۔

○ مکرم خالد محمود ملک صاحب ابن ملک محمد نواز صاحب آف اسلام آباد کی شادی ۲۴ جنوری ۱۹۹۰ء کو عزیزہ سیدہ بشریٰ صاحبہ بنت مکرم سید مسعود احمد شاہ صاحب کے ہمراہ عمل میں آئی تقریب رخصتانہ ایوان محمود ربوہ میں منعقد ہوئی جہاں مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نے دعا کروائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

دے چکے دل اب تن خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

حبوب مفید اٹھرا
HABOOB-I-MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ۴۵/- روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توسیع اشاعت

مندرجہ ذیل احباب و خواتین نے الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے رقوم بھجوائی ہیں۔ قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضلوں سے نوازے۔

محترمہ مسز شمسہ سفیر صاحبہ لنڈن	۲۰۰/-
" عابدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم اختر نواز صاحب چک نمبر ۹ پنیار سرگودہا	۱۰۰/-
محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری اسلم صاحب " " "	۱۰۰/-
مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب شاد ایریا مینجر لاہور	
از طرف بلقیس بیگم صاحبہ	۱۰۰۰/-
محترمہ امۃ الحی صاحبہ دارالصدر جنوبی ربوہ	۵۰/-
مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کھیوڑہ جہلم	۲۰۰/-
" محمد منظور احمد صاحب خان ایاز عزیزیہ پارک گڑھی شاہو لاہور	۱۰۰/-
" محمد افتخار احمد صاحب ۲۷/۱ دارالفضل ربوہ	۱۰۰/-
" نذیر احمد صاحب مرکزی سیکرٹری مال کراچی	۱۰۰/-
" مصباح حبیب طارق صاحب لاہور	۱۰۰/-
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد حفیظ خان صاحب	۳۰۰/-
محترمہ قانتہ مبشر صاحبہ ناروے بذریعہ چوہدری محمد یوسف صاحب	۵۰۰/-
مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب ناظم انصار اللہ ضلع فیصل آباد منجانب محترم چوہدری رشید احمد صاحب	۲۰۰/-
محترمہ شریفاں بی بی صاحبہ بذریعہ محترمہ عالم بی بی صاحبہ دارالرحمت وسطی ربوہ	۲۵/-
محترمہ عالم بی بی صاحبہ دارالرحمت وسطی ربوہ	۵۰/-
مکرم سراج الدین صاحب انور محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ	۵۰/-
مکرم چوہدری سلطان علی صاحب چدھڑ منجانب روبینہ نثار صاحبہ فیصل آباد	۱۰۰/-
مکرم چوہدری رحمت اللہ صاحب منجانب روبینہ نثار صاحبہ فیصل آباد	۱۰۰/-
مکرم اسد اللہ احمد صاحب منجانب روبینہ نثار صاحبہ فیصل آباد	۱۰۰/-
مکرم لیفٹیننٹ کرنل بشارت احمد صاحب ۲۴۷/۲ ڈیفنس سوسائٹی لاہور کینٹ۔	۱۰۰/-
محترمہ بشریٰ ربانی صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالحکیم خان صاحب راجگڑھ لاہور	۱۰۰/-

خبریں

ملکی خبریں

○ فرانس نے پاکستان کو ایٹمی پلانٹ دینے کا اعلان کر دیا ہے۔

○ فرانس کے صدر فرانکوائس متراں پاکستان کے چار روزہ دورے کے بعد جمعرات کے روز واپس اپنے وطن چلے گئے۔ اس دورے میں انہوں نے پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم سے مختلف امور پر تبادلۂ خیال کیا اور باہمی دلچسپی کے امور پر بات چیت کی بعض اہم فیصلے کئے گئے اور معاہدوں پر دستخط کئے گئے۔ انہوں نے پاکستان کی قومی اسمبلی سے بھی خطاب کیا۔ فرانس کے صدر نے کہا کہ فرانس پاکستان کی توانائی کی ضرورت سے بخوبی آگاہ ہے اور اس سلسلے میں وہ پاکستان کی ہر ممکن مدد کرے گا۔ نیز صنعت، زراعت، سائنس، ٹیکنالوجی تعلیم اور ثقافت جیسے شعبوں میں دونوں ممالک ایک دوسرے سے تعاون کریں گے۔ وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے فرانس کے صدر کے ان اقدامات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایک تاریخی قدم ہے جو فرانس نے اٹھایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان علاقے میں ایٹمی توازن کو بگاڑنا نہیں چاہتا بلکہ بین الاقوامی قواعد کے تحت اس کو استعمال میں لانے کا ارادہ رکھتا ہے فرانس کے صدر نے مسئلہ کشمیر کو ایک تصفیہ طلب مسئلہ قرار دیتے ہوئے کشمیر کے مسلمانوں کو حق خود ارادیت دینے کا مطالبہ کیا۔

○ پاکستان آسٹریلیا کو ہرا کر عالمی کپ ہاکی کے ٹورنامنٹ کے فائنل میں پہنچ گیا ہے۔ پاکستان نے آسٹریلیا کو ایک کے مقابلے میں دو گول سے ہرا کر یہ کامیابی حاصل کی۔

غیر ملکی خبریں

○ روسی پارلیمنٹ کے اجلاس سے جمہوریہ آذربائیجان کے وفد نے واک آؤٹ کر دیا ہے آذربائی جان کے وفد نے روسی وزیر دفاع کے اس بیان پر احتجاج کیا ہے۔ جو انہوں نے آذربائی جان کے بارے میں دیا تھا۔

○ سعودی سفارت خانہ کے ایک پریس ریلیز کے مطابق سعودی عرب میں کام کرنے والے پاکستانیوں کو سوشل انشورنس کے ضمن میں ادائیگیاں کی جارہی ہیں۔ مختلف قومیتوں کے ۲۵ لاکھ ۴۷ ہزار کارکنوں کو اس مد میں ادائیگی کی جائے گی۔ سعودی عرب میں دوران ملازمت کارکنوں کی تنخواہ سے ایک مقررہ شرح سے سوشل انشورنس کی رقم وضع کی جاتی ہے جو ملازمت چھوڑنے کے بعد حکومت انہیں واپس کر دیتی ہے

○ مقبوضہ کشمیر کی وادی میں مختلف عدالتوں میں پریکٹس کرنے والے ایک ہزار سے زائد وکلاء نے اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین کو ایک یادداشت پیش کی جس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بھارتی حکومت نے گذشتہ کچھ عرصے سے غلط پراپیگنڈہ کی مہم شروع کر رکھی ہے جس کا مقصد ریاست کے عوام کے حقوق کو دبانا ہے۔ اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری سے کہا گیا ہے کہ وہ ایک خصوصی تحقیقاتی ٹیم بھجوائے جو انسانی حقوق کی خلاف ورزی کو رکوانے کیلئے موثر اقدامات کرے۔

اعلان گمشدگی

ایک تھیلا جس میں مکان کا نقشہ۔ رجسٹر اور فیتہ وغیرہ تھے۔ کہیں گر گیا ہے۔ جس صاحب کو ملے وہ ٹھیکیدار محمد شریف صاحب مکان ۲۰/۶ محلہ دارالیمن وسطی ربوہ کو پہنچا دیں۔

ہر خادم کو کوئی نہ کوئی ہنر آنا چاہیئے

سرزمین قادیان کا اولین
مشہور دواخانہ
سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
گوجرانوالہ فون ۴۸۴۴، ۲۴، ربوہ فون ۹۰۶
ملتان فون ۳۱۰۲۶، قلعہ کالروالا، کراچی

بوہڑ والی گولیاں رجسٹرڈ
۳ پیکٹ مکمل کورس ۳۰/-
علامات مفصل لکھیں
فہرست ادویات مفت طلب فرمائیں
قاضی دواخانہ چک چٹھہ رجسٹرڈ
حافظ آباد — گوجرانوالہ